{مشتاق احمد یوسفی}

حالات زندگی: مشتاق احمد یوسفی راجستھان کی ایک مسلم ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور عربی، فارسی اور دینیات پڑھی۔ بی۔اے کی ڈگری آگرہ یونیورسٹی سے حاصل کی۔ پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ چلے گئے اور وہاں سے فلسفہ میں ایم۔اے کیا۔ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو پاکستان چلے آئے اور کراچی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اُنہوں نے عملی زندگی کا آغاز بنک سے کیا اور ملازمت کے دوران مختلف بنکوں میں کام کیا اور بطور چیئرمین پاکستان بینکنگ کونسل اپنے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور کراچی میں رب ریٹائر زندگی گذار رہے ہیں۔

ادبی خدمات: مشتاق احمد یوسفی خالص مزاح نگار ہیں۔ مزاح نگاری میں اس کا ایک بلند مقام ہے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے طالب علم ہونے کی وجہ سے یوسفی ایک خاص سلیقے اور رکھ رکھاؤ کے مالک ہیں۔ اعلیٰ تہذیبی شعور اور مذاق سلیم اُن کے خاص اوصاف ہیں اور انہی اوصاف کی بنیاد پر اُن کی مزاح استوار ہے۔ یوسفی کی تحریروں میں اُن کے گہرے سماجی شعور کا پتہ چلتا ہے۔ اُن کی تحریریں ہمیں نہ صرف مسکرانے پر مجبور کرتی ہیں بلکہ سوچ و بچار کے مواد بھی مہیا کرتی ہیں۔ یوسفی نے زندگی کے عام کرداروں کو موضوع بنایا ہے۔ وہ ایسے موضوعات اور مضامین کا انتخاب کرتے ہیں جن کو لوگ کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے اور اسے معمولی اور حقیر سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یوسفی ان افتادہ اور ناقابل توجہ چیزوں میں مزاح تلاش کرتے ہیں۔

طرز تحریر: مشتاق احمد یوسفی کی زبان صاف، سادہ اور آسان ہے۔ الفاظ کے انتخاب میں بڑی احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ وہ لفظوں سے مزاح پیدا کرنے کے ماہر ہیں۔ دراصل یہ الفاظ کا انتخاب ہی ہے جو پڑھنے کے دوران قارئین کو مسلسل ہنسنے پر مجبور کرتے ہیں۔

تصانیف: مشتاق احمد یوسفی کی تصانیف میں حاکم بدہن، چراغ تلے، زرگذشت اور آب گم شامل ہیں۔

.....☆.....☆.....

شعراء کی حالات زندگی اور تنقیدی نوٹس

{علامہ محمد اقبال}

علامہ محمد اقبال 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ اس کا مشن ہائی سکول میں میر حسن کے شاگرد رہے۔ اور عربی فارسی زبانوں پر عبور حاصل کیا۔ سیالکوٹ میں ایف۔اے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کیا۔ پروفیسر ارنلڈ کی صحبت کی وجہ سے فلسفہ کا شوق پیدا ہوا۔ 1905ء میں انگلینڈ سے بیرسٹری اور اس کے بعد جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ شاعری میں غالبؔ اور داغؔ دہلوی سے متاثر تھے۔ شاعری کی ابتداء غزل سے کی۔ بعد میں روایتی غزل کو خیر باد کہہ کر اپنی شاعری مسلمانوں کی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ اس کا نثری سرمایہ بہت کم ہے تاہم اس کے خطوط نثر اردو کا گرانقدر سرمایہ ہے۔

ادبی خدمات اور خصوصیات:

فلسفۂ زندگی: اقبال کے نزدیک زندگی عمل، حرکت اور جدوجہد کا نام ہے۔ مسلسل محنت میں انسان کی ترقی کا راز ہے۔ جمود اور سکون موت ہے۔

فلسفۂ عشق: عشق کا فلسفہ اقبال کے ہاں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اقبال کے خیال میں عشق ہی وہ واحد جذبہ ہے جو انسان میں عمل کی قوت پیدا کرتا ہے۔

فلسفۂ خودی: خودی خالق کائنات سے عشق اور مخلوق سے بے نیازی کا نام ہے۔ خودی کی قوت انسان میں خدائی صفات پیدا کرتی ہے۔ خوددار انسان شکست تسلیم نہیں کرتا۔ صرف ایک سجدہ کر کے ہزار سجدوں سے نجات حاصل کرتا ہے۔

توحید: اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے اللہ کی وحدانیت کا درس دیا کیونکہ توحید کے بغیر انسان

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

میں خودی اور عشق کا جذبہ پیدا نہیں ہوسکتا۔

مردِ مومن: اقبال نے قرآن سے استفادہ کر کے اپنی شاعری میں مردِ مومن کے صفات بیان کیے۔ مردِ مومن کو شاہین سے تشبیہ دیکر اسے خدائی صفات کا حامل قرار دیا۔

اسلوب: اقبال کے کلام میں فارسی اور عربی تراکیب بکثرت موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے کلام میں رنگینی اور مشکل پسندی کا احساس ہوتا ہے۔ بقول اقبال ''میرا کلام عام لوگوں کے لیے نہیں ہے'' علامہ نے اپنے کلام میں کائنات کی خوب منظر کشی کی ہے۔ منظر نگاری میں وہ دوسرے شعراء پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس کے اشعار میں ترنم اور موسیقیت ہے۔ تشبیہات اور استعارات سے کلام کو مزین کیا ہے۔ قرآن وحدیث کے حوالے جگہ جگہ موجود ہیں۔

تصانیف: بانگِ درا، بالِ جبریل، ارمغان حجاز، ضربِ کلیم، پیامِ مشرق، زبورِ عجم، جاوید نامہ، اسرار خودی، رموزِ بے خودی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق، مسافر اور علم الاقتصاد (نثر) اقبال کی تصانیف ہیں۔

.....☆.....☆.....

{اختر شیرانی}

حالاتِ زندگی: اختر شیرانی کا اصل نام محمد داؤد خان تھا۔ اس کا تعلق پختونوں کے مشہور قبیلے ''شیرانی'' سے تھا۔ آپ کے والد کا نام حافظ محمود خان شیرانی تھا۔ جو بڑے عالم اور فاضل انسان تھے۔ اختر شیرانی 1905ء میں ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں وہ لاہور چلے آئے اور یہاں کی ادبی و علمی اور شعری مجلسوں میں اس کا دل لگ گیا اور ساری عمر یہاں رہے۔ انہوں نے لاہور میں منشی فاضل، ادیب فاضل اور میٹرک کے امتحانات پاس کیے۔ اُنہیں اردو کے علاوہ عربی اور فارسی زبان پر خاص عبور حاصل تھا۔

کلام کی خصوصیات: اردو کے رومانوی شعراء میں اختر شیرانی کا نام سرفہرست ہے۔ اُن کی پرورش باپ کے زیرِ سایہ ادبی ماحول میں ہوئی۔ اس کی شاعری میں مخصوص رومانوی نقطہ نظر ملتا ہے۔ مال سے گریز اور فرار کا رجحان نمایاں ہے۔ زندگی کے ٹھوس حقائق کا سامنا کرنے کے بجائے وہ

اپنی تخیلی دنیا میں پناہ لیتے ہیں۔ یہ دنیا اُن کے رومانوی تصورات پر پورا نہیں اُترتی۔ یہاں مکر و فریب اور خود غرضی ہے۔ تصنع اور بناوٹ سے اس کی طبیعت رکھتی ہے۔

اختر کی شاعری کا محور عورت ہے۔ اُن کے ہاں عورت کا تصور روایتی شاعری کے تصور سے الگ ہے۔ اختر اشاروں کنایوں میں بات کرنے کے بجائے بڑی دلیری اور والہانہ انداز میں اپنی محبوبہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی شاعری میں چند مخصوص کردار بھی نظر آتے ہیں۔ ان میں عذرا، سلمیٰ اور ریحانہ اس کے آئیڈیل کردار ہیں۔ رومانوی شاعر ہونے کا مطلب بظاہر حسن و عشق کی باتیں کرنا ہے لیکن رومانیت ایک تحریک اور ایک طرزِ احساس کا نام بھی ہے جو کلاسیکیت سے اپنی راہیں جدا رکھتی ہیں۔ وہ روایت سے فرار چاہتے ہیں اور نئی دنیاؤں کی تلاش میں رہتے ہیں اور ادب برائے ادب کے قائل ہوتے ہیں۔ اختر شیرانی کو بلاشبہ اردو کا نمائندہ رومانوی شاعر قرار دیا جاسکتا ہے۔

تصانیف: ''صبح بہار'' اُن کے کلام کا مجموعہ ہے۔ اس کی مشہور نظموں میں جوگن، تیتری، انجام ہستی، حسن معصوم، بستی کی لڑکیوں میں اور اے عشق کہیں لے چل شامل ہیں۔

وفات: 1948ء کو وفات پا گئے۔

.....☆.....☆.....

{جوش ملیح آبادی}

حالاتِ زندگی: شبیر حسن خان جوش ملیح آبادی 1898ء کو بمقام ملیح آباد پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد کابل سے ہندوستان آئے تھے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ نسلاً آفریدی پٹھان تھے۔ اعلیٰ تعلیم کی غرض سے علی گڑھ گئے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ تقسیمِ ہند کے بعد ہندوستان میں ''آج کل'' کے ایڈیٹر تھے۔ 1956ء میں پاکستان آگئے اور ترقی اردو بورڈ سے منسلک ہوگئے۔

کلام کی خصوصیات: شاعرِ شباب اور شاعرِ انقلاب جوش ملیح آبادی بنیادی طور پر رومانی شاعر ہیں۔ رومانیت کی کئی اہم خصوصیات ہیں مثلاً انفرادیت، شدید جذباتیت و تخیلیت، حال سے بے اطمینانی، ایک حسین و رنگین دنیا کی تعمیر کی خواہش، لذتیت، حسن پرستی اور فطرت پرستی اُن کی گھٹی میں پڑی

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

تھیں۔ اُن کی انقلابیت بھی حکیمانہ و مفکرانہ یا نظریاتی نصب العین نہیں بلکہ جذباتی اور رومانی ہے۔ وہ اپنے سماجی اور سیاسی ماحول کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں اور سارے نظام کو بدل کر رکھ دینا چاہتے ہیں۔ جوش کا جذباتی رویہ بہت تند و تیز ہے۔ اُن کا عمرانی شعور انسان دوستی، مظلوم کسان اور مزدور سے ہمدردی اور تحریک آزادی کی بھرپور حمایت اُن کی انقلابیت کی مثبت بنیادیں ہیں۔ فطرت پرستی میں وہ ''روسو'' کے ہم خیال ہیں۔ روسو کی طرح وہ جدید تہذیب سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

جوش نے حسن و عشق کے راگ جس طرح الاپے ہیں اور شراب اور عورت اور فطرت کی جس طرح مداحی کی ہے اس میں شیرینی اور حسن ہے۔

اسلوب: جوش کے کلام میں زور ہے۔ اس کے قدرت بیان سے کوئی غیر متاثر نہیں رہ سکتا۔ اس کے کلام میں تشبیہات و استعارات کا بھرمار ہے۔ اُنہیں زبان پر بڑی قدرت حاصل ہے۔ اُن کے پاس اتنا ذخیرہ الفاظ ہے کہ اس ضمن میں اس کے ہم عصروں میں سے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس نے فطرت کے مناظر پر بھی نظمیں لکھیں اور خوب منظر کشی کی۔

تصانیف: جوش ملیح آبادی کے شعری مجموعوں میں روح ادب، نقش و نگار، شعلہ و تبسم، فکر و نشاط، حرف و حکایات، آیات و نغمات، سیف و سبو، عرش و فرش اور یادوں کی بارات (خود نوشت) شامل ہیں۔

وفات: 1982ء کو وفات پا گئے۔

☆ ☆

{میراجی}

حالات زندگی: اس کا اصل نام محمد ثناء اللہ ڈار اور میراجی تخلص تھا۔ اُن کے آباؤ اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا۔ جو ڈوگرہ راج کے مظالم سے تنگ آ کر گوجرانوالہ ہجرت کر گئے تھے۔ جبکہ میراجی لاہور میں پیدا ہوئے تھے۔ اُن کے والد کا نام منشی مہتاب الدین تھا۔ جو ریلوے میں ایک معمولی ملازم تھے۔ ملازمت کی وجہ سے اُن کی رہائش کسی مستقل مقام پر نہ تھی۔ اس لیے میراجی خاطر خواہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ وہ باقاعدہ تعلیم سے محروم رہے اور میٹرک بھی پاس نہیں کیا۔

ادبی خدمات اور شاعری کی خصوصیات: لاہور میں ''حلقۂ ارباب ذوق'' نامی تنظیم نے چار سال سے کام شروع کیا تھا۔ میراجی اس حلقے میں شامل ہو گئے اور اس کے سرگرم کارکن بن گئے۔ اس کی شمولیت سے حلقے میں جان پڑ گئی۔ اس نے حلقے کو نئی بنیادوں پر استوار کیا۔ خود بھی حلقے کے قواعد و ضوابط کی پابندی کرتے تھے اور دوسروں سے بھی کرواتے تھے۔ اُن کی زندگی میں محرومیاں ہی محرومیاں تھیں۔ احساس محرومی کو کم کرنے کے لیے اس نے شاعری کا سہارا لیا۔ اس نے اردو نظم میں انقلاب پیدا کیا۔ اور اسے نئے رنگ و آہنگ سے آشنا کیا۔ وہ اپنی شاعری میں زندگی کی واضح اور صاف تصویر نہیں دکھاتے بلکہ ایسے دائرے اور خطوط بناتے ہیں جو واضح ہونے کے باوجود پردے میں رہتے ہیں۔ اس نے مغربی اور انگریزی شعراء کا مطالعہ کیا تھا۔ اس لیے اسے جدید شاعری میں نئے تجربات کرنے کا خیال آیا اور اُن کے یہ تجربات کامیاب رہے۔ ''ادبی دنیا'' اور ''حلقہ ارباب ذوق'' نے میراجی کے تجربات کو خوب ترقی دی۔ وہ ایک ایسے شاعر ہیں جس کی جڑیں اپنے ہی ملک میں ہیں۔ ان کے نظموں کو بغور دیکھا جائے تو اس میں ہندوستان کا ارضی پہلو نمایاں ہے۔ اُس نے نظم کو خارجی حقیقت نگاری سے نکال کر انسانی باطن میں اُتارا اور نظم کی ایک سطحی معنویت کو ہمہ جہت بنا دیا۔

تصانیف: میراجی کے گیت، میراجی کی نظمیں، گیت ہی گیت تین رنگ، اور پابند نظمیں میراجی تصانیف ہیں۔

وفات: 1949ء میں وفات پا گئے۔

☆ ☆

{ن۔م۔راشد}

حالات زندگی: ن۔م۔راشد کا اصلی نام نذر محمد راشد تھا۔ یکم اگست 1910ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول اکال گڑھ سے میٹرک کیا۔ گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے ایف۔ اے اور بی۔ اے اور ایم۔ اے کی ڈگریاں پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ آل انڈیا ریڈیو دہلی میں بحیثیت نیوز ایڈیٹر اور ڈائریکٹر آف پروگرام کام کیا۔ اس کے علاوہ ریڈیو پاکستان پشاور اور ریڈیو پاکستان کراچی میں بھی اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ انفارمیشن سنٹر تہران (ایران) میں یو۔ این۔ او کے

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

ڈائریکٹر بھی رہے۔

شاعری اور کلام کی خصوصیات: ن۔م۔راشد ایک سخت مزاج، اصول پسند اور صاف گو انسان تھے۔ وقت کے پابند، محنتی اور دانشورانہ شخصیت کے مالک تھے۔ جدید مغربی تعلیم اور مغربی تہذیبی اقدار کے قائل تھے۔ اُن کا شمار آزاد نظم کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ آزاد نظم کے تجربات اُن سے پہلے بھی ہو چکے تھے۔ لیکن راشد اور میراجی کے تجربات کو ہی سنجیدہ رویے کے طور پر قبول کیا گیا۔ ن۔م۔راشد اردو کی روایتی شاعری سے فنی اور معنوی انحراف کی انوکھی مثال ہیں۔ وہ سخت اور کھردرے جذبات کے شاعر ہیں۔

راشد کی نظم کا بڑا حوالہ بغاوت ہے۔ وہ پرانی اور فرسودہ اقدار کی توڑ پھوڑ کے نتیجے میں نئی صحت مند اقدار کی تشکیل چاہتا ہے۔ وہ مشرق کی اوہام پرستی اور کاہلی اور مغرب کے استحصالی رویے کو مٹا کر ایسے نئے فرد کی تشکیل چاہتا ہے۔ جو ان خامیوں سے عاری اور بلند ہو۔ وہ شاعروں کے شاعر ہیں۔ عام لوگ اس کی شاعری پسند نہیں کرتے کیونکہ اُن کے خیالات و نظریات کو قبول کرنا آسان نہیں۔ اس کے نظموں میں افسانوی اور ڈرامائی انداز ہے۔ اس نے علامت نگاری سے خوب کام لیا ہے جسے لوگ ''شاعرانہ ٹھگی'' کہتے ہیں۔ اس کی نظموں کی تہہ تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ بعض نقاد کہتے ہیں کہ ''وہ آج کے نہیں بلکہ آنے والے کل کے شاعر ہیں۔''

تصانیف: ن۔م۔راشد کی تصانیف میں ماورا، ایران میں اجنبی، لا = انسان، اور گمان کا ممکن شامل ہیں۔

.....☆.....☆.....

{مجید امجد}

حالاتِ زندگی: عبدالمجید امجد 1914ء کو پنجاب کے شہر جھنگ میں پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم اپنے نانا نور محمد سے حاصل کی۔ اُنہوں نے بی۔اے کرنے کے بعد عملی زندگی کا آغاز کیا اور راشننگ کے محکمے میں ملازم ہو گئے۔ اور اپنی تمام عمر اسی ملازمت میں گزار دی۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ ایک نیم سرکاری رسالے عروج کے مدیر بھی رہے۔ اس کی زندگی پریشانیوں اور تنگی میں گزری۔

اسے زندگی میں مختلف مسائل کا سامنا رہا۔ اس لیے اُن کی طبیعت میں ٹھہراؤ اور برداشت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔

شاعری اور خصوصیات: مجید امجد کا نام ادبی حلقوں میں نہایت احترام سے لیا جاتا تھا۔ ساہیوال میں زیادہ تر مقیم رہنے اور طبعی درویشی کی وجہ سے انہیں عوامی سطح پر زیادہ پذیرائی نہ مل سکی۔ زندگی کا زیادہ تر حصہ شہر کے ہنگاموں سے دور کھلے آسمان تلے گزارنے کی وجہ سے اُن کی شاعری کو ایک ارضی بنیاد ملی۔ اُن کی شاعری کا پس منظر زمین اور زمین کی محبت ہے۔ اُن کو اصل شہرت وفات کے بعد ملی۔

مجید امجد نے کم عمری میں شعر کہنا شروع کر دیا تھا لیکن اس کا شعری مجموعہ کافی تاخیر سے شائع ہوا۔ وہ بنیادی طور پر نظم کے شاعر تھے۔ چونکہ اس کی ساری زندگی حزن و یاس اور پریشانی میں گزری۔ اس لیے اُن کی شاعری میں بھی دل گرفتگی کی فضا ملتی ہے۔ اس نے اپنا ذاتی کرب اور دُکھ کو شاعری کا موضوع بنایا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ زندگی کا بھی وسیع النظری سے جائزہ لیا۔ جب وہ عصری مسائل کو شاعری کا پیکر عطا کرتے ہیں تو وہ انفرادی ہونے کے ساتھ ساتھ اجتماعی رنگ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ مجید امجد کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے نظم کے ہیئت میں بھی تجربات کیے اور اس نئے رنگ و آہنگ سے روشناس کیا۔

تصانیف: مجید امجد کی شعری تصانیف میں شب رفتہ، طاق ابرو، اور ان گنت سورج شامل ہیں۔

وفات: 1974ء میں وفات پا گئے۔

{منیر نیازی}

حالاتِ زندگی: منیر احمد خان نیازل مشرقی پنجاب کے ضلع ہوشیار پور کے ایک گاؤں خان پور میں 1928ء کو پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے اپنے گاؤں خان پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو 1947ء میں پاکستان آ گئے اور پنجاب کے شہر ساہیوال میں رہائش اختیار کی۔ گورنمنٹ کالج بہاولپور سے ایف۔اے کیا اور ایک ہفتہ وار رسالہ جاری کیا جس کا نام ''سات رنگ'' تھا۔ اس کے علاوہ وہ اپنی عملی زندگی میں مختلف اخبارات اور رسائل سے منسلک رہے۔ ریڈیو پاکستان

www.perfect24u.com

Scanned with CamScanner

میں بھی کام کیا اور فلموں کے لیے گانے بھی تحریر کیے۔

شعری خصوصیات: منیر نیازی کی شناخت کے لیے صرف اور صرف ایک ہی لفظ کافی ہے اور وہ ہے ''تیز'' وہ تیز کے شاعر تھے۔ وہ ایسے کیفیات کو تلاش کرنا چاہتے ہیں جو ابھی تک کسی کے علم میں نہ ہوں اور جانی پہچانی اور ارد گرد بکھری ہوئی اشیاء کو شاعرانہ حسیات سے ایک نیا رُخ دیتے ہیں۔ وہ اپنی شاعری میں صرف ہوائی قلعے تعمیر نہیں کرتے بلکہ اپنے عہد کی ترجمانی کرتے ہیں۔ جس میں ہر دم تغیر و تبدل رونما ہوتا ہے۔ اس کی شاعری کا انداز جداگانہ ہے۔ وہ پرانی روایتوں سے انحراف کرنے والے شاعر ہیں۔ اس کا لہجہ دوسرے شعراء سے اتنا مختلف ہے کہ ہم بڑی آسانی سے منیر نیازی کے کلام کی پہچان کر سکتے ہیں۔ اس نے مقدور بھر اردو ادب کی خدمت کی۔ جس کے صلے میں حکومت پاکستان نے اُنہیں ''کمال فن'' اور ''ستارۂ امتیاز'' جیسے اعزازات سے نوازا۔

تصانیف: منیر نیازی کے شعری مجموعے ''تیز ہوا اور تنہا پھول'' جنگل میں دھنک، دشمنوں کے درمیان شام اور چھ رنگین دروازے پر مشتمل ہیں۔

وفات: 2006ء میں وفات پا گئے۔

☆ ☆

{وزیر آغا}

وزیر آغا کے حالات زندگی اور تنقیدی نوٹ پچھلے صفحوں میں موجود ہے۔

☆ ☆

{علامہ محمد اقبال}

علامہ محمد اقبال کے حالات زندگی اور تنقیدی نوٹ پچھلے صفحوں میں موجود ہے۔

☆ ☆

{فیض احمد فیض}

حالات زندگی: فیض احمد فیض 1910ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی ابراہیم

سیالکوٹی سے حاصل کی۔ 1927ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے عربی اور انگریزی زبانوں میں ایم۔ اے کی ڈگریاں حاصل کیں اور امرتسر کالج میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ سوشلسٹ نظریات کے پرچار کے صلے میں سوویت یونین (روس) کی حکومت نے فیض احمد فیض کو ''لینن ایوارڈ'' دیا۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھے۔ راولپنڈی سازش کیس میں فیض پر مقدمہ چلایا گیا اور کئی سال جیل میں گزارے۔ روزنامہ ''امروز'' اور ''پاکستان ٹائمز'' کے مدیر بھی رہے۔ وزارتِ تعلیم کے مشیر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیے۔

خصوصیات کلام: فیض نے اپنی شاعری کا آغاز غزل سے کیا اور زیادہ تر عشق و محبت کے مضامین اپنے اشعار میں بیان کیے۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ ہونے کی وجہ سے حسن و عشق کی روایتی شاعری کی جگہ غم دوران نے لے لی اور ملک و ملت کو اپنا محبوب بنا لیا۔

فیض کی شاعری سوز و گداز تو ہے مگر نا اُمیدی نہیں ہے۔ منزل کو پانے کے لیے راستے کی مشکلات اور مصائب کو خاطر میں نہیں لاتے۔ مسلسل جدوجہد اور محنت پر یقین رکھتے ہیں۔ فیض نے غزل کے روایتی استعاروں کو سیاسی مفہوم عطا کر کے اُن میں نئی معنوی وسعتیں پیدا کیں۔ فیض شکست تسلیم نہیں کرتے۔ فیض کی شاعری کا عروج ''زندان نامہ'' میں ہے۔ زندان نامہ حق و باطل کے درمیان میں ایک معرکہ ہے۔ جس میں فیض نے حق کو بالآخر فاتح قرار دیا ہے۔

فیض کا کلام زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ فیض کی شاعری اس دنیا کے ہر انسان کے دل کی آواز ہے۔ اس کی شاعری کسی خاص ملک یا علاقے کے لیے محدود نہیں۔ اس میں ایک آفاقی رنگ پایا جاتا ہے۔ اُس کے کلام میں رجائیت ہے۔ وہ مایوس نہیں ہوتے، وہ اشعار کے ذریعے موجودہ استحصالی نظام کو بدلنا چاہتے ہیں۔ فیض کی شاعری حوادث کی آماجگاہ ہے۔ اس میں حقیقت پسندی بھی ہے اور تلخ تجربات بھی۔

تصانیف: اُن کے شعری مجموعے دست صبا، زندان نامہ، دست تہہ سنگ، نقش فریادی، سرِ وادی سینا، شام شہر یاران، میرے دل میرے مسافر اور غبار ایام ہیں۔

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

وفات: 1984ء میں وفات پا گئے۔

☆ ☆

{احمد ندیم قاسمی}

احمد ندیم قاسمی کے حالات زندگی اور تنقیدی نوٹ پچھلے صفحوں میں موجود ہے۔

☆ ☆

{ناصر کاظمی}

حالات زندگی: مشہور و معروف شاعر ناصر کاظمی 1925ء کو انبالہ میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام محمد سلطان کاظمی تھا جو فوج میں ملازم تھے۔ اُن کے والد ملازمت کے سلسلے میں مختلف مقامات پر تعینات رہے۔ اس لئے اس نے اپنی تعلیم مختلف مقامات میں حاصل کی اور مختلف شہروں میں رہے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے جائے پیدائش انبالہ واپس آ گئے اور اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کرنے لگے۔ جب پاکستان بنا، تو لاہور چلے آئے اور صحافت کا پیشہ اختیار کیا۔ ماہنامہ ''ہمایوں'' کے چیف ایڈیٹر بھی رہے۔ کچھ عرصے تک ریڈیو پاکستان لاہور میں ملازمت کرتے رہے۔

کلام کی خصوصیات: ناصر کاظمی کی غزلوں میں قدیم اور جدید دونوں رنگ ملتے ہیں۔ اس میں قدیم روایتیں بھی ہیں اور جدید رومانی رویے بھی۔ جب ترقی پسند تحریک کا آغاز ہوا تو بہتوں نے غزل کو چھوڑ کر نظم گوئی پر توجہ دینی شروع کی لیکن ناصر نے غزل کی ساکھ کو قائم رکھا۔ اُن کے غزل میں میر تقی میر کے طرز ادا کے ساتھ ساتھ اس کا طرز احساس بھی پایا جاتا ہے۔ پاکستان کا قیام اگر ایک طرف مسلمانان ہند کے لیے ایک نعمت تھا۔ تو دوسری طرف بدترین فسادات، قتل و غارتگری، دہشت گردی اور وطن سے مہاجرت اور اس کے المناک پہلو بھی ہیں۔ ان حالات نے ناصر کاظمی کے خیالات کو بھی متاثر کیا۔ اُن کی غزلوں میں اعلیٰ اقدار کی شکست کا ماتم موجود ہے۔ حزن و یاس، محرومی اور ناکامی کے احساس کے ساتھ معاشرے کے منفی قدروں پر طنز اور تلخی کا اظہار اُن کی غزلوں میں نمایاں ہے۔ ناصر کی

شاعری میں سادگی اور دلکشی ہے۔ چھوٹی چھوٹی بحروں اور سادہ الفاظ میں وہ اپنے جذبوں کا اظہار کرتے ہیں۔

تصانیف: اُن کی تصانیف میں برگ نے، خشک چشمے کے کنارے، دیوان، پہلی بارش، نشاطِ خواب اور نہر کی چھاپا شامل ہیں۔

وفات: 1973ء کو وفات پا گئے۔

{شکیب جلالی}

حالات زندگی: اس کا اصل نام سید حسن رضوی تھا۔ شکیب اس کا تخلص تھا۔ ضلع علی گڑھ کے ایک قصبے جلالی میں پیدا ہوئے۔ ولادت کا سال 1934ء ہے۔ شکیب جلالی کے نام سے مشہور ہوئے۔ شکیب نے اپنے ابتدائی تعلیم بدایون میں حاصل کی۔ اُن کے والد ہمیشہ بیمار رہتے تھے اس لیے گھر چلانے کی ذمہ داری اس کے سر تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ تنگ دست رہتے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہ پاکستان چلے آئے اور لاہور میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ مختلف رسالوں اور دفاتر میں کام کرتے رہے۔ پھر محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ اُن کی تمام زندگی مصائب و آلام میں گزری۔ وہ اکثر بیمار رہتے تھے۔ آخر میں وہ کئی نفسیاتی امراض کا شکار ہو گئے اور صرف 32 سال کی عمر میں اس دنیا سے چل بسے۔

شکیب کی شاعری: شکیب جلالی غزل کے شاعر ہیں۔ اُنہوں نے اپنی شاعری کا آغاز اس وقت کیا جب اردو غزل نئے امکانات اور تجربات سے گزر رہی تھی۔ لوگوں کی ذہنی اور فکری رویوں میں تبدیلی کے آثار صاف نظر آ رہے تھے۔ اس دَور میں ایسے شعراء کو قابل ستائش سمجھا جاتا تھا۔ جن کے غزلوں میں عصری ہیئت اور تقاضوں کے ساتھ ساتھ تجربات اور مشاہدات میں بھی جدت نظر آتی تھی۔

شکیب جلالی کا مجموعۂ کلام ''روشنی اے روشنی'' جب شائع ہوا تو لوگوں نے اسے بہت پسند کیا اور بے حد مقبول ہوا۔ اس کے بیشتر اشعار زبان زدِ عام ہو گئے اور لوگ اسے گنگنانے لگے۔ شکیب جلالی کے جدید رجحانات کے باعث وہ بہت جلد مشہور ہو گئے۔ وہ اشعار میں بہت آسان زبان استعمال

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

کرتے ہیں لیکن ان میں بھی ایک جہان معنی پوشیدہ ہوتا ہے۔اس نے چند نظمیں بھی کہیں ہیں لیکن اس کا اصل جوہر غزل میں کھلتا ہے۔

تصانیف: ''روشنی اے روشنی'' اس کا مجموعۂ کلام ہے۔

وفات: صرف 32 سال کی عمر تھی کہ 1966ء میں وفات پا گئے۔

{احمد فراز}

حالاتِ زندگی: اس کا اصل نام سید احمد شاہ تھا۔احمد فراز اس کا ادبی نام ہے۔کوہاٹ میں 1933ء کو پیدا ہوئے۔اس کے والد کا نام سید محمد شاہ برق تھا جو خود بھی بہت اچھے شاعر تھے۔احمد فراز نے ادبی ماحول میں پرورش پائی۔اس نے ایڈورڈ کالج پشاور سے بی۔اے کیا اور پشاور یونیورسٹی سے اردو اور فارسی زبان میں ایم اے کیا۔اور کچھ عرصے پشاور یونیورسٹی ہی میں درس و تدریس کا کام کرتے رہے۔وہ اکادمی ادبیات کے ڈائریکٹر اور نیشنل بک فاؤنڈیشن کے سربراہ بھی رہے۔وہ آزادی اظہار کے زبردست حامی تھے۔اسی وجہ سے فوجی آمروں کے دور میں اس نے شدید تکالیف کا سامنا کیا۔لیکن کسی آمر کے ساتھ اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا۔2004ء میں حکومت کی طرف سے ملنے والا اعزاز ''ہلال امتیاز'' اس بناء پر واپس کر دیا کہ حکومت انسانی حقوق کو پامال کر رہی تھی۔جب حکومت نے کوہاٹ کی پبلک لائبریری کو پلازے میں تبدیل کر دیا تو اس نے وصیت کی کہ مجھے کوہاٹ میں دفن نہ کیا جائے۔

شاعری کی خصوصیات: احمد فراز کا شمار اُن شعراء میں ہوتا ہے جن کو اپنی زندگی میں قبول عام حاصل ہوا۔اُن کی شاعری ابھی عروج پر تھی کہ تمام لوگ اسے پسند کرنے لگے۔اُن کے سینکڑوں اشعار اُن کی زندگی میں انتخاب ٹھہرے۔اُن کے اشعار سہل ممتنع کی بہترین مثال ہے۔آسان اور سہل الفاظ میں شعر کہنا اور ان کے ذریعے خاص و عام کو متاثر کرنا احمد فراز کے لیے بہت آسان کام تھا۔اُن کے کلام میں شگفتگی اور تازگی ہے۔احمد فراز کے کلام کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ انسان کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔آمروں اور حکومت کی ناانصافیوں کے خلاف ہر شاعر نے آواز اُٹھائی ہے لیکن شاعری میں احتجاج کا رنگ احمد فراز کے ہاں بالکل جدا اور جانا پہچانا ہے۔وہ انقلابی شاعر تھے۔اُن کے اشعار جلسوں

میں پڑھے جاتے ہیں۔اکثر سیاسی لوگ اپنا سیاسی دکان چمکانے کے لیے احمد فراز کے اشعار کا سہارا لیتے ہیں۔

تصانیف: احمد فراز کے شعری مجموعے مندرجہ ذیل ہیں؛

نایافت، تنہا تنہا، میرے خواب ریزہ ریزہ، درد آشوب، شب خون، جانان جانان، بے آواز گلی کوچوں میں، نابینا شہر میں آئینہ، سب آوازیں میری ہیں، پس انداز موسم، خواب گل پریشان ہے، غزل بہانہ کروں، اور اے عشق جنون پیشہ۔

وفات: احمد فراز 2008ء کو وفات پا گئے۔

.....☆.....☆.....

{ظفر اقبال}

حالاتِ زندگی: مشہور غزل گو شاعر ظفر اقبال 1923ء کو اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ادب سے دلچسپی پیدا ہوئی اور غزل کی صدیوں پرانی روایتوں کو ختم کرنے کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔

شاعری کی خصوصیات: ابتداء میں جب ظفر صاحب نے شاعری شروع کی تو کبھی غزل کی پرانی روایت کو برقرار رکھتے اور کبھی دور ہٹ جاتے۔اس کشمکش میں آخر کار غزل کی پرانی روایات کو خیر باد کہہ دیا اور اس کے سحر سے اپنے آپ کو آزاد کر دیا۔اس سفر میں اسے سخت مراحل سے گزرنا پڑا کیونکہ اردو غزل کا عام قاری اور تخلیق کار غزل کے روایتی انداز کا رسیا تھا اور اس سے ہٹ کر غزل میں نت نئی تبدیلیوں کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھا اور ان روایات سے انحراف کو گناہ سمجھا جاتا تھا۔غزل میں تبدیلی کی کوشش الطاف حسین حالی اور انشاء نے بھی کی تھی اور روایات کو توڑنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن وہ غزل کی روایت میں خاطر خواہ تبدیلی نہ لا سکے بلکہ اپنے مقام سے محروم ہو گئے۔

لیکن جو کام حالی اور انشاء نہ کر سکے ظفر اقبال نے یہ کام بڑی ہوشیاری سے سرانجام دیا۔ اُنہوں نے غزل کی پرانی روایتی فضا اور غزل کی موروثی جمالیات کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ڈاکٹر تبسم

www.perfect24u.com

Scanned with CamScanner

کاشمیری نے انہیں بجا طور پر بیسویں صدی کا ادبی مرتد اور روایتی غزل کی غلامی سے آزاد ہونے والا پہلا شاعر کہا ہے۔

تصانیف: ظفر اقبال کے شعری مجموعے مندرجہ ذیل ہیں؛

تجنیز، تقویم، تشکیل، تجاوز، توارد، تسامل، آب روان، گلافتاب، ہنے ہنومان، رطب ویاس، اوراب تک (کلیات)۔

.....☆.....☆.....

{شہزاد احمد}

حالات زندگی: شہزاد احمد 1932ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اس کے والد کا نام محمد بشیر تھا جو ایک طبیب تھے اور اس نے طب پر بے شمار کتابیں لکھی تھیں۔ شہزاد احمد نے امرتسر میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ قیام پاکستان کے بعد اس کا پورا خاندان پاکستان آ گیا اور اُنہوں نے ایم۔اے۔او کالج لاہور سے بی۔اے کیا۔ اور پھر فلسفہ اور نفسیات میں ایم۔اے کیا۔ تلاش معاش کے لیے وہ در در کی ٹھوکریں کھاتے رہے اور مختلف جگہوں پر مختلف قسم کی ملازمیں کیں۔ ساتھ ساتھ کئی رسائل میں لکھتے بھی رہے۔ مشہور صحافی محمود شام کے ساتھ مل کر رسالہ ''معیار'' جاری کیا جو ایک ادبی اور سیاسی رسالہ تھا۔ 1997ء میں حکومت نے اسے ''صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی'' سے نوازا۔

شاعری کی خصوصیات: شہزاد احمد کا شمار اردو ادب کے جدید شعراء میں ہوتا ہے۔ نئی زندگی اس کی نظروں میں تھی اس لیے اس نے نئی زندگی اور اس کے نئے موضوعات کو شاعری میں سمو دیا اور اپنی شاعری کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر دیا۔ وہ جذباتی سطح پر متوازن، فکری سطح پر متحرک اور تحقیقی سطح پر فعال ہیں۔ انہوں نے اسلوب کی تازہ کاری سے غزل کو سنوارا۔

وہ انسانی مسائل اور عالمگیر حقائق کی روشنی میں اپنے آپ کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے ہاں انسانی فطرت کی پیچیدگیوں کے ساتھ حالات و واقعات کا خارجی اور داخلی رنگ موجود ہے۔ اُنہوں نے علم، مطالعہ اور احساس و تخیل سے انسانی فطرت کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ اُن کی غزل

منافق لوگوں کا نوحہ ہے۔ اس نے غزل میں اُن لوگوں پر طنز کیا ہے جو احساس زیاں سے عاری ہیں۔ کبھی کبھی اس کی سائنسی، نفسیاتی اور فلسفیانہ افکار سے اس کی غزل ڈگمگا جاتی ہے لیکن بحیثیت مجموعی وہ غزل کی روایات کی پاسداری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید نے اسے نئی غزل کا مزاج دان کہا ہے۔

تصانیف: شہزاد احمد کے شعری مجموعوں میں صدف، جلتی بجھتی آنکھیں، ادھ کھلا دریچہ، خالی آسمان، بکھر جانے کی رات، دیوار پہ دستک، ٹوٹا ہوا پل، کون اسے جاتا دیکھے، پیشانی میں سورج و اُترے میری خاک پہ ستارہ شامل ہیں۔

.....☆.....☆.....

www.perfect24u.com

Scanned with CamScanner